Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

یوم جمعرات

جلد ۶۸/۳۳ ۲۵ صفر ۱۳۹۹ھ ۲۵ صلح ۱۳۵۸ہش ۲۵ جنوری ۱۹۷۹ء نمبر ۲۱

اخبار احمدیہ

• ربوہ ۲۵ جنوری۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

احباب جماعت التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور ہر لمحہ اپنی خاص تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

• حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ بلڈ پریشر بڑھ جانے اور سردرد کی تکلیف ہے ویسے عام طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ احباب جماعت دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور تادیر سلامت رکھے۔ آمین

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

تھوڑا سا اور زور لگانے کی ضرورت ہے

عہدیداران اور احباب کی خاص اور ذاتی توجہ کے لئے ایک دفعہ پھر یاد دہانی کی درخواست ہے کہ صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کا پانچواں مرحلہ پورا ہونے میں اب صرف چند دن ہی باقی ہیں۔ وصولی کے لئے آپ دن رات تگ و دو کر رہے ہونگے تھوڑا سا اور زور لگانے کی ضرورت ہے

ہر ایک وعدہ کنندہ سے اس کے کُل وعدہ کا ۵/۶ حصہ انشاء اللہ وصول ہو جائیگا

آپ نے پہلے بھی ہمیشہ مرکز سے تعاون فرمایا ہے۔ اور اب بھی مجھے یقین ہے اس میں کوئی کمی نہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ سب کام کرنے والوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلیں

جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلیں ۲۸-۲۹-۳۰ صلح/جنوری ۱۳۵۸/ ۱۹۷۹ء جامعہ احمدیہ کی گراؤنڈ میں منعقد ہو رہی ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس موقعہ پر تشریف لاکر کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

(منتظم اشاعت الالعاب السنویۃ بالجامعۃ الاحمدیۃ ربوہ

بحر عرفان کے موتی، جوامع الکلم، جواہر الکلام

اللہ تعالیٰ اسلام کو دنیا کے تمام دینوں پر غلبہ عطا فرمائیگا

غلبۂ اسلام کے آثار اس زمانہ میں ظاہر ہو چکے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ (الصف ۱۰)

ترجمہ:۔ وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

حدیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم

وَیُعْطِلُ الْمِلَلَ حَتّٰی یُهْلِكَ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهٖ الْمِلَلَ كُلَّهَا غَیْرَ الْاِسْلَامِ (مسند احمد بن حنبل)

ترجمہ۔ (مسیح موعود) کے زمانہ میں اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ باقی تمام ادیان کو روحانی لحاظ سے بھی اور شوکت کے لحاظ سے بھی مٹا دے گا (یعنی اسلام کو ہر لحاظ سے غالب کر دیگا)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"میرے آنے کی دو غرضیں ہیں ایک یہ کہ... میں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُر زور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار اور برکات سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے رہے... پس اس غرض کے لئے مجھے خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کے لئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں اور نہ خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو شخص اس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہوگا۔ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۶۱)

روزنامہ الفضل ربوہ
۲۵ صفر ۱۳۹۹ھ
۲۵ صلح ۱۳۵۸ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احیاءِ اسلام کا درخشندہ ثبوت

اسلام کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس پر کما حقہٗ عمل پیرا ہونے اور عمل پیرا رہنے میں مداومت اختیار کرنے سے انسان کو خدا مل جاتا ہے اور اس کا اپنے رب سے زندہ تعلق قائم ہو جاتا ہے یہ اسلام ہی ہے جس نے بنی نوع انسان کو یہ مژدہ سنایا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر اس سے براہِ راست تعلق قائم کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوشخبری تمام بنی نوع انسان تک پہنچانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:۔

"وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ○" (البقرہ آیت ۱۸۷)

ترجمہ:- اور (اے رسولؐ) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تو جواب دے کہ) میں (ان کے) پاس (ہی) ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیئے کہ وہ (دعا کرنے والے بھی) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بندے کے اپنے رب کے ساتھ تعلق کی ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ اس کا بندہ جب اس سے دعا کرتا ہے تو وہ اس کی دعا کو قبول کر کے اس کی مراد پوری کرتا ہے اور اس طرح اس کی پکار کا جواب دیتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسے بندے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کا جوا اپنی گردنوں پر رکھیں اور اس کے اطاعت گزار بندے بن کر اس دنیا میں زندگی بسر کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ خدا تعالیٰ انہیں اپنا دوست بنا لے گا اور وہ انہیں اندھیروں سے نکال نکال کر روشنی کی طرف لائے گا اور وہ تیزی سے اس کی راہ میں آگے بڑھ سکیں گے۔ برخلاف اس کے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام سے بے پرواہ ہو کر اطاعت کے دائرہ سے باہر ہو جاتے ہیں وہ روشنی سے اندھیروں کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور پھر ان اندھیروں میں ہی بھٹکتے رہتے ہیں یعنی ان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسلام کی اس فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے کہ یہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں شمولیت اور اس کی معیت کا شرف عطا کرتا ہے فرماتا ہے:۔

"اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○" (البقرہ آیت ۲۵۸)

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لاتے ہیں وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جو (اسلام کے) منکر ہیں ان کے دوست نیکی سے روکنے والے لوگ ہیں وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ لوگ آگ (میں پڑنے) والے ہیں وہ اسی میں رہیں گے۔

اسلام کی یہ فضیلت کہ وہ اس پر کما حقہٗ عمل کرنے والوں کا خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کر کے انہیں قبولیت دعا کے شرف سے مشرف کرتا اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں شامل کر کے انہیں اس کی معیت کے خصوصی شرف سے نوازتا ہے۔ اسے جملہ دیگر ادیان سے ممیز و ممتاز کرنے والی ہے لیکن مقام افسوس ہے کہ مرورِ زمانہ کے نتیجہ میں خود اسلام کی طرف منسوب ہونے والے اس کی اس فضیلت کو فراموش کر بیٹھے اور انہوں نے یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ اب کسی کا بھی خدا تعالیٰ سے براہِ راست تعلق قائم نہیں ہو سکتا اور نہ اسے اس رنگ میں قبولیت میسر آسکتی ہے کہ خدا اس سے ہمکلام ہو اور اسے اپنی تجلیات سے نوازے۔ حدیثوں میں مسیح موعودؑ کے متعلق جو یہ پیشگوئی آتی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں مبعوث ہو کر دین کو پھر زندہ کر دکھائے گا اُس سے مراد یہ بھی تھی کہ مسیح موعودؑ حقیقی متبعین کا خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کر دکھائیگا حتیٰ کہ وہ اُس کے دوستوں میں شمولیت کے شرف سے مشرف کئے جائیں گے اور اس طرح اسلام کی اس لازوال فضیلت کو دنیا پر آشکار کرنے کا موجب بنیں گے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

(۱) "اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے۔ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں۔ اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں۔"
(ملفوظات جلد سوم ص۸)

(۲) "وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔" (لیکچر لاہور ص۴۷)

آپ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اپنی بعثت کی غرض کو اس شان سے پورا کیا کہ جو بھی آپ کے دامن سے وابستہ ہوا آپ نے اُسے اسلام پر کما حقہٗ عمل پیرا کرا کے خدا کے ساتھ اس کا زندہ تعلق قائم کر دکھایا۔ قبولیتِ دعا کا حظ انہیں نصیب ہوا اور خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف ان کے حصہ میں آیا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ جو خوش نصیب آپ کی طرف کھنچے چلے آئے وہ خدائی بشارت یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْہِمْ مِنَ السَّمَآءِ کے مصداق تھے۔ بلا استثناء ہر ایک نے ہی اس نعمت سے حصہ پایا اور اب بھی جو آپ کے دامن سے وابستہ ہے یا ہوتا ہے حسبِ استعداد وہ اس نعمت سے ضرور حصہ پاتا ہے اگر کوئی اپنی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے اپنے آپ کو خود اس سے محروم کر لے تو دوسری بات ہے۔ جو بھی کھٹکھٹاتا ہے اس کے لئے آسمانی دروازہ ضرور کھلتا ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی تحدی کے ساتھ فرمایا ہے:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی برکات دی ہیں کہ بیعت کرتے ہی خدا تعالیٰ سے تعلق کا دروازہ کھل جاتا ہے پھر اپنی غفلت سے کوئی محروم ہو جائے تو علیحدہ بات ہے ورنہ کوئی سچا احمدی ایسا نہیں جس کی زندگی میں کوئی نہ کوئی ایسی گھڑی نہ آئی ہو کہ اسے خدا تعالیٰ نہ ملا ہو۔ یہ خزانہ تو ہر ایک کو مل جاتا ہے۔ آگے اسے بڑھانا یا گھٹانا یا ضائع ہی کر دینا (ہر ایک کے) اپنے اختیار میں ہے۔ میں یہ نہیں مان سکتا کہ کسی احمدی کو خدا ملا ہی نہیں۔ اگر تم کہو کہ اس وقت معراج نہیں چڑھا ہوا تو میں اسے مان سکتا ہوں اور تمہارے قول کے مقابلہ میں اپنے حواس کو غلطی پر تسلیم کر سکتا ہوں لیکن اس بات کو ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں مان سکتا کہ کوئی شخص سچے دل سے حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لایا اور اسے خدا نہیں ملا۔ میں تمہارے قول کو اپنے حواس پر ترجیح دے سکتا ہوں مگر خدا کے قول پر ترجیح نہیں دے سکتا اور خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ جو سچا ایمان لاتا ہے اسے میں ضرور مل جاتا ہوں۔ ایک نہ ایک ساعت کے لئے اللہ تعالیٰ اسے ضرور مل جاتا ہے۔ پھر انسان تعلق چھوڑتا ہے تو اس کا اپنا قصور ہے۔"

(خطبہ فرمودہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء مطبوعہ الفضل ۵ فروری ۱۹۳۳ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دائمی طور پر رونما ہونے والے اس مہتم بالشان نشان کا ذکر کرنے کے بعد حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"پس تمہیں خدا مل چکا۔ کوشش کرو کہ اب ہاتھ سے نہ جائے۔ کھویا نہ جائے بلکہ زیادہ ملے۔ پس دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ کا جلال زیادہ سے زیادہ تمہارے دلوں پر نازل ہو۔ تمہارے دلوں میں اس کی محبت زیادہ سے زیادہ قائم ہو اور اس کا نور آگے سے بڑھ کر تم پر جلوہ فگن ہو۔ تمہارے آگے پیچھے۔ دائیں بائیں اوپر نیچے ہر طرف اس کا نور ہی نور ہو۔ وہ نور تمہارے دلوں میں داخل ہو جائے اور تم نور ہی نور بن جاؤ۔"

(خطبہ فرمودہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء مطبوعہ الفضل ۵ فروری ۱۹۳۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزمرّہ کے فقہی مسائل

نماز، روزہ، طلاق، خُلع، وراثت

(محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

جماعت احمدیہ کے ۸۶ ویں جلسہ سالانہ کے تیسرے اجلاس میں ۲۷ دسمبر ۱۹۷۸ء کو محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے روزمرّہ کے فقہی مسائل (نماز، روزہ، طلاق، خلع، وراثت) کے موضوع پر جو تقریر فرمائی۔ اس کا مکمل متن قارئین الفضل کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ۔ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ۔ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ○

(سورۃ شوریٰ ۱۴)

اس (یعنی اللہ) نے تجھ کو (آئندہ طور پر) وہی دین دیا ہے۔ جس کی تاکید اس نے نوح کو کی تھی اور جو ہم نے اب تجھ پر (قرآن کے ذریعہ سے) اتارا ہے) اور جس کی تاکید ہم نے ابراہیم اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو کی تھی اور وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو دنیا میں قائم کرو۔ اور اس (یعنی دین) کے بارہ میں اختلاف کبھی نہ کیا کرو۔ مشرکوں پر وہ (تعلیم بڑی) گراں گزرتی ہے جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے حالانکہ اللہ (تعالیٰ) کی نظر میں جو پسندیدہ ہوتا ہے اسے وہ اس (دین) کے لئے چن لیتا ہے اور یہ تعلیم اسی کو ملتی ہے جو اس کی طرف جھکا رہتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ دین قدیم اور ازلی ہے۔ اور اسلام اسی دین کی آخری اور مکمل شکل ہے۔ فرمایا

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دین اب صرف اسلام ہے۔

پس دین میں زندگی کے ہر پہلو کے لئے ہدایات موجود ہیں۔ اور زندگی کا کوئی حصہ نہیں جو بے ہدایت رہ گیا ہو۔

دین اسلام کا اصل منبع اور ماخذ قرآن کریم ہے۔ جو بات قرآن کریم میں آئی ہے اس سے سرمو انحراف جائز نہیں۔ اس کے مطابق عمل اصل ایمان ہے۔

دوسرے درجہ پر سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ سنت سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ فعلی روش ہے۔ جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتدا سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ رہے گی۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ قرآن شریف خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل۔ اور قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کے لئے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں۔ تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے۔ اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں۔ اور دوسروں سے بھی عمل کراتے رہیں۔

تیسرے درجہ پر احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی وہ روایات جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑے معتبر ذرائع سے منسوب ہیں۔ جن کے جمع کرنے والے بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ اس وجہ سے یہ روایات مراتب علم میں ظن کے درجہ پر ہیں اور ان کا درجہ سنت کے بعد ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانہ کے لئے حکم اور عدل بن کر آئے ہیں۔ اس لئے قرآن، سنت اور حدیث کی تفسیر و تشریح میں جو کچھ آپ نے فرمایا ہے۔ وہ شرعی لحاظ سے واجب التعمیل اور مراتب قطعیہ کے حکم میں ہے۔

پانچویں درجہ پر خلفاء، علماء، اور صلحاء امت کا اجتہاد ہے۔ یعنی جن مسائل کے بارہ میں قرآن کریم، سنت رسول، حدیث نبوی یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی وضاحت نہیں ملتی۔ ان کے بارہ میں اصول مقررہ کے تحت نصوص مذکورہ کی روشنی میں اجتہاد سے کام لے کر کوئی رائے قائم کی جائے گی۔ اپنے دائرہ کے لحاظ سے اس کی شرعی حیثیت بھی امت مسلمہ کے ہاں مسلّم ہے۔ یہ اجتہاد اپنے اپنے دائرہ میں مختص الزمان بھی ہو سکتا ہے۔ اور مختص المکان بھی۔ تاہم اس بارہ میں اصولی ہدایت یہ ہے کہ اجتہادی امور میں نہ تو زیادہ سوال کرنے چاہئیں اور نہ زیادہ کریدنے کی کوشش ہونی چاہیئے۔ پس جہاں تک آسان جو سمجھ میں آئے اس پر عمل کر لینا چاہیئے۔ تقویٰ ہو تو اسی میں رضائے الٰہی ہے اور یہی بابرکت راہ ہے۔

ایک دفعہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تجارتوں کے بیمہ کے بارے میں پوچھا گیا تو حضورؑ نے اصولی جواب ارشاد فرمایا کہ سود اور قمار بازی کو الگ کر کے دوسرے اقراروں اور ذمہ داریوں کو شریعت نے صحیح قرار دیا ہے۔ قمار بازی میں ذمہ داری نہیں ہوتی۔ دنیا کے کاروبار میں ذمہ داری کی ضرورت ہے پس ان معاملات میں دیکھ لو کہ سود یا قمار کا کوئی جزو تو نہیں۔ .. اگر صرف اقرارات ہوں تو ان کو شریعت نے جائز رکھا ہے۔ کہ جن میں ذمہ داری ہوتی ہے۔

چونکہ اس قسم کے سوالات کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اس لئے حجۃ اللہ نے فرمایا۔

"لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ قرآن کریم میں ہے کہ بہت کھوج لگا کر مسائل نہ پوچھنے چاہئیں۔ .... یہ بھی قرآن کریم میں لکھا ہے کہ لَا تَجَسَّسُوْا یعنی تجسس مت کیا کرو۔ ورنہ تم مشقت میں پڑو گے۔"

(البدر ۲۷؍ مارچ ۱۹۰۳ء)

اس اصولی وضاحت کے بعد اب میں اپنی تقریر کے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔

وقت کی گنجائش کے پیش نظر مجھے اس وقت اسلام کے شرعی مسائل میں سے عبادات کی ایک اہم صورت نماز، عائلی زندگی کے ایک نازک پہلو طلاق و خلع اور معاشی مسائل کے ایک عمومی مسئلہ وراثت کے متعلق بعض روزمرہ کے مسائل عرض کرتے ہیں۔

نماز مخ العبادت ہے۔ وہ ساری عبادتوں کی سردار ہے۔ نماز کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کی محبت اس کا خوف اور اس کی یاد میں دل لگانا۔ یہ حقیقی نماز ہے۔ تاہم اس کی ایک ظاہری شکل بھی ہے جو ایک جانی پہچانی عبادت ہے۔ سچا مسلمان پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے۔ سنن و نوافل اس کے علاوہ ہیں۔ اس لئے اس کی تفصیل میں جانے کی نہ ضرورت ہے اور نہ گنجائش۔ مجھے تو صرف اس میں پیش آمدہ بعض مبہم صورتوں کی وضاحت کرنی ہے۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ نماز میں کوئی بھول ہو جائے تو سجدۂ سہو یعنی بھول کا سجدہ کرنا پڑتا ہے۔ یہ سوال ذہن میں آ سکتا ہے کہ کس بھول کے نتیجہ میں سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے۔ اور کونسی بھول معاف ہے؟

نماز کے تین اہم حصے ہیں

۱۔ فرائض نماز ۲۔ واجبات نماز
۳۔ سنن نماز

فرائض سے مراد نماز کے وہ اہم حصے ہیں جن کو ادا کئے بغیر نماز نہیں ہوتی مثلاً نماز کی دو رکعتیں ہیں۔ قیام ہے۔ قرأۃ ہے۔ رکوع ہے۔ سجدہ ہے۔ ان فرائض میں اگر بھول سے کمی بیشی ہو جائے تو فرض کی تکمیل کے ساتھ اس بھول کی وجہ سے دو سجدے کرنے بھی ضروری ہیں۔ انہی دو سجدوں کو "سجدہ سہو" کہا جاتا ہے۔ مثلاً ظہر کی نماز میں چار رکعت پڑھنی ہیں اور آخری تشہد کے بعد اور سلام سے پہلے اللہ اکبر کہتے ہوئے سہو کے دو سجدے کرنے ہونگے اور پھر سلام

پھیرنا ہوگا۔
اسی طرح اگر چار رکعتوں کے بعد پانچ رکعتیں پڑھی گئی ہیں تو یاد آنے پر تشہد کے بعد سجدہ سہو کرنا ضروری ہوگا۔
اگر رکوع یا سجدہ بھول جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ پہلے یہ رہا ہوا رکوع یا سجدہ پورا کرے اس کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھے اور تشہد کے بعد سجدہ سہو کرے یہ صورت تو نماز کے کسی فرض کے چھوٹ جانے کی ہے۔
نماز کے کچھ واجبات ہیں۔ واجب سے مراد نماز کے وہ کام ہیں جن کا کرنا ضروری ہے لیکن اگر کوئی بھول سے وہ رہ جائیں تو پھر ان کا دہرانا ضروری نہیں ہوتا ان کی جگہ سجدہ سہو کر لینے سے اس غلطی کا تدارک ہو جاتا ہے۔ مثلاً ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ہے ضم سورۃ ہے۔ یعنی فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ قرآن کریم کا کچھ اور حصہ پڑھنا ہے۔ قومہ ہے۔ یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہوتا ہے۔ درمیانی قعدہ۔ یعنی دو رکعتوں کے پڑھنے کے بعد بیٹھنا ہے۔
تشہد یعنی التحیات پڑھنا ہے۔ یہ سب باتیں واجب ہیں اگر ان میں سے کوئی بات بھول سے رہ جائے تو اس کمی کا تدارک صرف سجدہ سہو سے ہو جائے گا۔
مثلاً تین یا چار رکعت کی نماز میں دو رکعتوں کے بعد بیٹھنا تھا لیکن بھول گیا اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا۔ یہ درمیانی قعدہ چونکہ واجب ہے اور وہ بھول سے رہ گیا اس لئے اس کمی کے تدارک کے لئے نماز کے آخر میں تشہد کے بعد سجدہ سہو کرنا ہوگا۔ یہی حال دوسرے واجبات کے رہ جانے کا ہے۔ نماز کا ایک حصہ سنن کہلاتا ہے۔ یعنی نماز کے وہ کام جن کے کرنے سے بہت زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن اگر بھول سے رہ جائیں تو ان کے رہ جانے کی وجہ سے سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی مثلاً رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ رکوع سے اٹھتے وقت "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنا۔ مقتدی ہونے کی صورت میں ربنا لک الحمد کہنا اور انفرادی نماز میں یہ دونوں کلمات کہنا۔ پھر سجدہ میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا۔ اور سجدہ کی تسبیحات۔ تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا۔ ادعیہ مسنونہ پڑھنا وغیرہ۔ یہ سب سنن ہیں اور ان کا بجا لانا ضروری ہے لیکن اگر بھول سے رہ جائیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے درگذر کی امید ہے اس نے اس کمی کے تدارک کے لئے سجدہ سہو وغیرہ کرنے کا علم نہیں دیا
غرض سجدہ سہو کرنے کی ضرورت صرف دو صورتوں میں پیش آتی ہے:۔
الف: موقع کے مطابق بر وقت فرض ادا نہیں ہو سکا۔ البتہ از وقت اور بے موقع اسے ادا کیا۔ اس تاخیر اور بے ترتیبی کے تدارک کے لئے سجدہ سہو کرنا ضروری قرار دیا گیا۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھول کر چار کی بجائے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ ایک صحابی نے جرأت کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا:

"یا رسول اللہ نماز چھوٹی ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"کچھ بھی نہیں ہوا؟"

اس پر اس صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:۔

"حضور کچھ تو ہوا ہے؟"

آپ نے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا انہوں نے بھی اس صحابی کی تائید کی کہ حضور نے دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ چنانچہ حضور نے دو رکعت نماز مزید پڑھائی اور پھر آخر میں سجدہ سہو کیا۔
ب: سجدہ سہو ضروری ہونے کی دوسری صورت کسی واجب کا رہ جانا ہے۔ یہی دو صورتیں ہیں۔ جن میں سجدہ سہو ضروری ہوتا ہے ورنہ اس کی ضرورت نہیں۔ نماز کے سلسلہ میں ایک عام سوال قرأت سے متعلق ہے فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ بھی ضروری ہے اور ضم سورۃ بھی۔ اگر بھول سے اس میں سے کوئی رہ جائے تو سجدہ سہو ضروری ہوگا۔ باقی رکعتوں میں قرأت مستحب ہے۔ یعنی سورۃ فاتحہ پڑھیں تو ثواب ہوگا بھول سے رہ جائے تو سجدہ سہو ضروری نہیں ہوگا۔
سنت اور نفل نماز خواہ دو رکعت کی ہو یا چار رکعت کی۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ضم سورۃ ضروری ہے اگر کسی رکعت میں بھول سے کوئی رہ جائے تو سجدہ سہو ضروری ہوگا۔
نماز باجماعت کی صورت میں پہلی دو رکعتوں میں مقتدی سورۃ فاتحہ لازماً پڑھے اور اگر امام کی قرأت کی آواز اسے سنائی دے رہی ہو تو سورۃ فاتحہ کے بعد امام کی باقی قرأت خاموشی سے سنے اور اگر امام کی آواز نہیں آ رہی یا سری نماز ہے تو مقتدی سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کا کوئی اور حصہ بھی پڑھ سکتا ہے اور خاموش بھی رہ سکتا ہے۔ دونوں صورتیں جائز ہیں لیکن اس حال میں بھی خیال اور دھیان صرف عبادت الٰہی کی طرف رہنا چاہیئے۔
پہلی دو رکعتوں کے بعد باقی رکعتوں میں مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھ سکتا ہے اور اگر وہ خاموش رہے اور کچھ نہ پڑھے تو بھی جائز ہے۔
نماز باجماعت ہو تو امام کے لئے مغرب۔ عشاء۔ فجر اور جمعہ، عیدین کی نمازوں میں جہراً یعنی بلند آواز سے قرأت ضروری اور واجب ہے۔ اگر غلطی سے بلند آواز سے قرأت نہ پڑھے تو پھر سجدہ سہو ضروری ہوگا۔
اس کے بالمقابل ظہر اور عصر کی نمازوں میں امام سراً یعنی آہستہ قرأت کرے گا اور اگر بھول جائے اور جہراً پڑھے تو پھر سجدہ سہو ضروری ہوگا۔
ایک عام سوال یہ ہوتا ہے کہ امام یا مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے "بسم اللہ" پڑھے یا نہ پڑھے؟ بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ؟ اس کا اصولی جواب یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے "بسم اللہ" ضرور پڑھی جائے آہستہ یا بلند آواز سے۔ دونوں طرح جائز ہے۔ مرکز میں خلفاء اور عام علماء کا طریق سراً پڑھنے کا ہے۔ تاہم اگر کوئی بلند آواز سے پڑھے۔ تو بھی کوئی حرج نہیں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دونوں طرح کا ذکر ہے۔ اس زمانہ کے حکم و عدل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر طریق کے جائز ہونے کا فیصلہ فرمایا ہے۔
ایک عام سوال یہ ہوتا ہے کہ ادعیہ مسنونہ کے علاوہ اپنی زبان کی دعائیں بھی بلند آواز سے پڑھی جا سکتی ہیں یا نہیں؟
ہر نماز میں ذکر الٰہی کے کچھ حصے جہری ہوتے ہیں اور کچھ سری یعنی آہستہ آہستہ پڑھے جاتے ہیں۔ دعاؤں کے بارہ میں عام ہدایت یہ ہے کہ سوائے خاص مواقع کے نماز کے اندر دعا سراً یعنی آہستہ آواز میں کی جائے۔ ہاں اگر کوئی خاص نازک یا تضرع کا موقعہ ہے تو ادعیہ ماثورہ جہراً یعنی بلند آواز سے کی جا سکتی ہے۔ اپنی زبان میں دعا امام الصلوٰۃ سراً کرے۔ بلند آواز میں یہ جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی اکیلے علیحدہ کی ہو نماز پڑھ رہا ہے تو حسب تضرع اور خشوع وہ اپنی زبان میں بھی بلند آواز سے دعا کر سکتا ہے۔
سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سوال کے جواب میں کہ کیا امام اپنی زبان میں بلند آواز سے دعا مانگ سکتا ہے؟ فرماتے ہیں:۔

"دعا کو باآواز بلند پڑھنے کی ضرورت کیا ہے؟...... ہاں ادعیہ ماثورہ جو قرآن و حدیث میں آ چکی ہیں وہ بے شک پڑھ لی جاویں۔ باقی دعائیں جو اپنے ذوق اور حال کے مطابق ہیں وہ دل میں ہی پڑھنی چاہئیں۔"
(البدر یکم اگست ۱۹۰۴ء)

کیا یہ جائز ہے کہ جمعہ یا عیدین کا خطبہ کوئی اور پڑھے اور نماز کوئی اور پڑھائے؟
عذر کی صورت میں خلیفہ وقت کو یہ اختیار ہے کہ وہ خود خطبہ ارشاد فرمائیں کسی دوسرے کو یہ حق نہیں بلکہ عام ہدایت یہ ہے کہ جو خطبہ دے وہی نماز بھی پڑھائے
دارالافتاء کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں یہ استفسار پیش کیا گیا کہ خلیفۂ وقت کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی یہ جائز ہے کہ خطبہ ایک شخص دے اور نماز دوسرا شخص پڑھائے۔ اس پر حضور پر نور نے تحریر فرمایا:۔

"صرف خلیفۂ وقت اس کی ذمہ واری کے پیش نظر"
(رجسٹر فتاوی ۶ فتوی ۱۱۱)
(۲۱۔۲۔۲۷)

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔ (قرآن کریم)

محترمہ مریم بیگم صاحبہ مرحومہ زوجہ مکرم شاہ محمد صاحب مرحوم ساکنہ مردان چھاؤنی کی بیٹیوں نے اپنی مرحومہ والدہ کی طرف سے ان کے طلائی زیورات فروخت کر کے ۱۲۵۷/- روپے بطور صدقہ جاریہ تعمیر مساجد کے چندہ میں بذریعہ مولانا چراغ دین صاحب مربی سلسلہ مردان جمع کروائے ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء
قارئین کرام سے مرحومہ اور ان کے پسماندگان کے لئے دعا کی درخواست ہے (وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سورۃ فاتحہ کے فضائل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں

مکرمہ فرحت تنویر صاحبہ بنت محترم شیخ روشن دین صاحب تنویر مرحوم ربوہ

قرآن شریف کی ترتیب کے لحاظ سے سورۃ فاتحہ پہلی سورت ہے۔ نماز میں اس کا پڑھنا ضروری ہے۔ یہ سورۃ قرآن شریف کی بے پناہ وسعت کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس مقدس کتاب کے مضامین کو مختصراً اس سورۃ میں بیان فرمایا ہے تاکہ اس کی تلاوت کرنے والا شروع ہی میں ان سے آگاہ ہو جائے۔ جیسا کہ قرآن شریف کا ایک ایک لفظ اپنی ظاہری و باطنی خوبیوں میں بے مثل ہے اسی طرح سورۃ فاتحہ بھی اپنی ظاہری و باطنی خوبیوں میں بے مثل ہے اور کوئی بھی ذی روح اس کے مقابلے پر دم نہیں مار سکتا۔ اس سورۃ کے بے مثل اور بے نظیر ہونے کے دلائل پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"سورۃ فاتحہ میں تمام قرآن شریف کی طرح دو قسم کی خوبیاں کہ جو بے مثل و مانند ہیں پائی جاتی ہیں یعنی ایک ظاہری صورت میں خوبی اور ایک باطنی خوبی۔ ظاہری خوبی یہ کہ اس کی عبارت میں ایسی رنگینی اور آب و تاب اور نزاکت و لطافت و ملائمت اور بلاغت اور شیرینی اور روانگی اور حسن بیان اور حسن ترتیب پایا جاتا ہے کہ ان معانی کو اس سے بہتر یا اس سے مساوی یا کسی دوسری فصیح عبارت میں ادا کرنا ممکن نہیں۔ اگر تمام دنیا کے انشاء پرداز اور شاعر متفق ہو کر یہ چاہیں کہ اسی مضمون کو لے کر اپنے طور سے کسی دوسری فصیح عبارت میں لکھیں کہ جو سورۃ فاتحہ کی عبارت سے مساوی یا اس سے بہتر ہو تو یہ بات بالکل محال اور ممتنع ہے کہ ایسی عبارت لکھ سکے (باطنی خوبی اس کی یہ ہے کہ) جیسا خداوند حکیم مطلق نے گلاب کے پھول میں بدن انسان کے لئے طرح طرح کے منافع رکھے ہیں کہ وہ دل کو قوت دیتا ہے اور قویٰ اور ارواح کو تقویت بخشتا ہے اور کئی اور مرضوں کو مفید ہے ایسا ہی خداوند کریم نے سورۃ فاتحہ میں تمام قرآن شریف کی طرح روحانی مرضوں کی شفا رکھی ہے اور باطنی بیماریوں کا اس میں وہ علاج موجود ہے کہ جو اس کے غیر میں ہرگز نہیں پایا گیا۔ کیونکہ اس میں وہ کامل صداقتیں بھری ہوئی ہیں کہ جو روئے زمین سے نابود ہو گئی تھیں اور دنیا میں ان کا نام تک باقی نہیں رہا تھا۔"

(براہین احمدیہ جلد چہارم حاشیہ صفحہ [illegible])

قرآن شریف معرفت کا بہت وسیع دریا بلکہ سمندر ہے اگر کوئی بات معلوم کرنی ہو تو ضروری ہے کہ سورۃ فاتحہ پر غور کیا جائے کیونکہ قرآن شریف کے تمام مضامین کو اس میں بیان فرما دیا گیا ہے اور یہ سورۃ ہر علم اور معرفت پر محیط ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"حق بات یہی ہے کہ سورۃ فاتحہ ہر علم اور معرفت پر محیط ہے وہ سچائی اور حکمت کے تمام نکات پر مشتمل ہے یہ ہر سائل کے سوال کا جواب دیتی اور ہر حملہ آور دشمن کو تباہ کرتی ہے نیز ہر مسافر کو جو مہمان نوازی چاہتا ہے کھلاتی اور ہر آنے اور جانے والوں کو پلاتی ہے بے شک وہ ہر شبہ کو جو ناکامی کی حد تک پہنچانے والا ہو زائل کرتی ہے اور ہر غم کو جس نے بوڑھا کر دیا ہو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہے اور ہر گم شدہ راہنما کو راہ راست پر لاتی ہے اور خطرناک دشمن کو شرمندہ کرتی ہے طالبانِ ہدایت کو بشارت دیتی ہے گناہوں کے زہر اور دلوں کی کجی کے لئے اس جیسا کوئی اور معالج نہیں اور وہ حق اور یقین تک پہنچانے والی ہے۔"

(ترجمہ از عربی۔ کرامات الصادقین صفحہ ۱۰۳)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"فاتحہ ایک ایسا پاکیزہ درخت ہے جو ہر وقت معرفت کے پھل دیتا ہے اور حق و حکمت کے جام سے سیراب کرتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے دل کے دروازے کو اس کا نور قبول کرنے کے لئے کھول دیتا ہے تو اس کا نور اس میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ اس سورۃ کے پوشیدہ اسرار سے آگاہ ہو جاتا ہے اور جو شخص اس دروازے کو بند کرتا ہے وہ خود ہی اپنے فضل سے اپنی گمراہی کو دعوت دیتا ہے اور اپنی تباہی کا مشاہدہ کرتا ہے اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ جا ملتا ہے"

(ترجمہ از عربی۔ کرامات الصادقین صفحہ ۱۰۳-۱۰۴)

سورۃ فاتحہ کی بے مثل خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تفسیر سورۃ فاتحہ میں بیان فرماتے ہیں:

"اس سورۃ کو توجہ اور اخلاص سے پڑھنا دل کو صاف کرتا ہے اور ظلمانی پردوں کو اٹھاتا ہے اور سینے کو منشرح کرتا ہے اور طالب حق کو حضرت احدیت کی طرف کھینچ کر ایسے انوار اور آثار کا مورد کرتا ہے کہ جو مقربان حضرت احدیت میں ہونی چاہئیں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام "اعجاز المسیح" میں فرماتے ہیں کہ:-

"سورۃ فاتحہ ایک محفوظ قلعہ، نور مبین اور استاد و مددگار ہے اور یہ احکام قرآنیہ کو بڑے اہتمام سے کمی بیشی سے محفوظ رکھتی ہے جس طرح سرحدوں کی حفاظت کی جاتی ہے اور اس کی مثال اس اونٹنی کی ہے جس کی پیٹھ پر تیری ضرورت کی ہر چیز لدی ہوئی ہو۔ اور وہ اپنے سوار کو دیار محبوب تک پہنچا دے نیز اس پر ہر قسم کا زادِ راہ، نفقہ اور لباس پوشاک لدی ہوئی ہو یا پھر اس کی مثال اس چھوٹے سے حوض کی ہے جس میں بہت سا پانی ہو، گویا کہ وہ متعدد دریاؤں کا منبع ہے، یا وہ ایک عظیم دریا کی گزرگاہ ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اس سورۃ کریمہ کے فوائد اور خوبیاں انگنت ہیں اور ان کا شمار انسانی طاقت میں نہیں، خواہ کوئی اس خواہش کی تکمیل میں اپنی زندگی گزار دے۔"

یوں تو تمام قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی نجات کے لئے بہت سی دعائیں بیان فرمائی ہیں۔ سورۃ فاتحہ بھی مجسم دعا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی جامع دعائیں انسان کو سکھلائی ہیں جن سے انسان کے لئے فلاح کا رستہ کھل جاتا ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان دعاؤں کے بارے میں فرماتے ہیں:-

"سورۃ فاتحہ میں تین دعائیں سکھلائی گئی ہیں (۱) ایک یہ دعا کہ خدا تعالیٰ اس جماعت میں داخل رکھے جو صحابہؓ کی جماعت ہے اور پھر اس کے بعد اس جماعت میں داخل رکھے جو مسیح موعود کی جماعت ہے جن کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ غرض اسلام میں یہی دو جماعتیں منعم علیہم کی جماعتیں ہیں اور انہی کی طرف اشارہ ہے۔ آیت صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں کیونکہ تمام قرآن پڑھ کر دیکھو جماعتیں دو ہی ہیں ایک صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت دوسری وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کی جماعت جو صحابہؓ کے رنگ میں ہے اور وہ مسیح موعود کی جماعت ہے۔ ... دوسری دعا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ہے جس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسیح موعود کو دکھ دیں گے اور اس دعا کے مقابل پر قرآن شریف کے آخر میں سورۃ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ ہے (۳) تیسری دعا وَلَا الضَّالِّيْنَ ہے اور اس کے مقابل پر قرآن شریف کے آخر میں سورۃ اخلاص ہے ... اور اس کے بعد دو اور سورتیں جو ہیں یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس یہ دونوں سورتیں سورۃ تبت اور سورۃ اخلاص کے لئے بطور شرح کے ہیں اور ان دونوں سورتوں میں اس تاریک زمانہ سے خدا کی پناہ مانگی گئی ہے جب کہ لوگ خدا کے مسیح کو دکھ دیں گے اور جبکہ عیسائیت کی ضلالت تمام دنیا میں پھیلے گی۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ [illegible])

خدا تعالیٰ ہم سب کو اس سورۃ اور باقی تمام قرآن شریف کی برکات کو سمجھنے اور حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان میں احمدی مستورات کا کامیاب سالانہ جلسہ

ہندوستان کے علاوہ یورپ، امریکہ اور ماریشس وغیرہ بیرونی ممالک سے مستورات کی شرکت

الحمد للہ کہ حسب سابق اس سال بھی جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب احمدیت کے دائمی مرکز قادیان میں ۱۸-۱۹-۲۰ر دسمبر ۷۸ء بروز سوموار، منگل، بدھ منعقد ہوئی۔ ۱۹ر دسمبر کو جلسہ سالانہ مستورات کے علیحدہ پروگرام کا انعقاد ہوا۔ پہلے اور تیسرے دن کا تمام پروگرام مردانہ جلسہ گاہ سے بذریعہ لاؤڈ اسپیکر زنانہ جلسہ گاہ میں سُنا جاتا رہا۔

۱۹ر دسمبر صبح ٹھیک دس بجے محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی صدارت میں عزیزہ امۃ الرحمٰن صاحبہ کی تلاوتِ قرآن مجید سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہُوا۔

بعدہٗ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے باہر سے آنے والی بہنوں کو خوش آمدید کہا۔ آپ نے بہنوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اُس نے اس سال پھر ہماری زندگیوں میں یہ جلسہ سالانہ کے مبارک ایام دکھائے اور دُور دراز کے سفر طے کرکے ہماری بہنوں کو ایک کثیر تعداد میں جلسہ سالانہ کے روحانی اجتماع میں شرکت کرنے کی سعادت بخشی۔ خدا تعالیٰ آپ سب کا مرکز میں آنا مبارک کرے اور آپ سب کو جلسہ سالانہ کے مبارک ایام عبادات اور ذکرِ الٰہی میں گزارنے کی توفیق دے۔ آمین۔

نیز آپ نے فرمایا کہ آپ اس روحانی ماحول میں رہ کر زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی کوشش کریں اور جو کچھ بھی آپ یہاں اس روحانی ماحول میں رہ کر روحانی مناظر کا مشاہدہ کریں وہ اپنے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ اُن بہنوں تک پہنچائیں جو باوجود جلسہ میں شرکت کی تڑپ رکھنے کے کسی مجبوری کے باعث جلسہ میں شریک نہیں ہو سکیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو روحانی فضائل کے جذب کرنے کی توفیق دے۔ آمین

بعد ازاں جلسہ کے پروگرام کا آغاز ہُوا۔

عزیزہ نزہت طیبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سُنایا۔

نظم کے بعد پہلی تقریر عزیزہ صدیقہ قیصرہ نے "احمدی مستورات کا تعلق باللہ" کے موضوع پر کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل زمانے کی حالت بتاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد روحانی انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اب بھی روحانیت میں عورتوں کا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہے۔ حضرت سیدہ نصرت جہان بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے تعلق باللہ نیز حضرت حسین بی بی صاحبہؓ والدہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے روحانی مرتبہ کے سلسلہ میں کئی ایک ایمان افروز مثالیں بیان کیں۔

دوسری تقریر عزیزہ نصرت سلطانہ نے "سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان پر کی اور آپؐ کی زندگی کے چند واقعات آپؐ کی سچائی، رحم، صبر و استقامت اور اللہ تعالیٰ پر یقین کے بارہ میں بیان کئے۔

بعدہٗ عزیزہ نعیمہ بشریٰ گھٹیالیاں نے "موجودہ زمانے میں قرآن مجید ہی تعلیم کا واحد ذریعہ ہے" کے عنوان پر تقریر کی۔ عزیزہ نے قرآن مجید کے اکمل ترین ایک روحانی اور آخری کتاب ہونے کا ثبوت دیا اور بتایا کہ قرآن مجید میں ہر قسم کی ضرورت کی تکمیل کے سامان مہیا ہیں اور ہر قسم کی تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔

اس کے بعد نعیمہ بشریٰ صاحبہ اہلیہ عبداللطیف صاحب سندھی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "وہ پیشوا ہمارا" پڑھ کر سُنائی۔

بعدہٗ فرحت الٰہ دین صاحبہ سکندر آباد نے غیر ملکی خواتین کی خدمت میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کی طرف سے انگلش میں ایڈریس پیش کیا اور قادیان کی مقدس بستی میں آنے پر مبارکباد دی۔ اس کے جواب میں بعض ممبرات نے اپنی زبان میں اپنے اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کیا۔ محترمہ امۃ الودود صاحبہ امریکہ، محترمہ سلیمہ سوکیہ صاحبہ آف ماریشس، مسز نصرت صاحبہ آف ماریشس، محترمہ ہدایت بیگم سوکیہ آف جرمنی، محترمہ ناصرہ رضا صاحبہ امریکہ، محترمہ صغریٰ سلطان غوث صاحبہ آف ماریشس، محترمہ عالیہ رشید صاحبہ آف امریکہ، محترمہ ریحانہ انصاری صاحبہ آف امریکہ، محترمہ رشیدہ سعید صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ امریکہ نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اپنی لجنات کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنی ممبرات لجنہ کی طرف سے حاضراتِ جلسہ کو السلام علیکم کا تحفہ پیش کرکے دعاؤں کی درخواست کی اور مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔

U.S.A. ، کینیڈا اور ماریشس سے آنے والی بہنوں نے کہا کہ ہم پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہیں جس نے ہمیں اپنے فضل سے دوسری اور تیسری مرتبہ قادیان کی مقدس بستی میں آنے کا موقعہ عطا فرمایا اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس اور بابرکت بستی میں آکر بہت خوش ہیں اور پھر ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہے جب ہم آپ بہنوں کی باہمی بے لوث محبت والفت، خلوص و مہمان نوازی اور بے شمار قربانیوں کو دیکھتی ہیں۔ احمدیت کے رشتہ میں منسلک ہو کر ہم باوجود دُور رہنے کے ایک دوسرے کے بالکل قریب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیان میں جو روحانی اسپرٹ نظر آتی ہے وہ ہم اپنے ساتھ لے جائیں گی۔ اور آج کا یہ جلسہ اور پھر اس میں ہماری آمد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی اور آپ کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔

نیز انہوں نے کہا کہ جلسہ سالانہ قادیان پر آنے سے انہیں دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ جلسہ سالانہ پر آنے والوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو دعائیں کی ہیں اُن کے ہم وارث بنتے ہیں اور دوسرا یہ کہ جلسہ سالانہ پر اطراف واکناف سے آنے والے احمدی بھائی بہنوں سے ملاقات کرکے اخوت و مودّت ترقی پذیر ہوتی ہے۔

تاثرات کے بعد محترمہ صاحبزادی امۃ الکریم کوکب صاحبہ نے نہایت خوش الحانی سے نظم سُنائی۔

ان کے بعد صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے دس بہنوں کو اسنادِ خوشنودی عطا فرمائیں جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستخط کے ساتھ ان بہنوں کے لئے ملی تھیں جنہوں نے دس بہنوں کو یا اس سے زائد کو قرآن مجید ناظرہ یا تین بہنوں کو یا اس سے زائد بہنوں کو باترجمہ قرآن مجید پڑھایا ہُوا تھا۔ ان بہنوں کے نام یہ ہیں:۔

محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان۔
محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان۔
محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ سیکرٹری تعلیم قادیان۔
" سلیمہ بیگم صاحبہ بنگلور۔
" راحتن بیگم صاحبہ پنکال۔
" انیسہ بیگم صاحبہ صلاح الدین حیدر آباد۔
" رضیہ بیگم صاحبہ بڈھانوں (پونچھ)
" امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ قادیان۔
" احمدی بیگم صاحبہ یادگیر۔
" حنیفہ بیگم صاحبہ دہلی۔
" نصیرہ بیگم صاحبہ ڈوگر

بعدہٗ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے بہنوں سے خطاب فرمایا۔ آپ نے سب سے پہلے غیر ملکی خواتین کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے خلافت جیسی عظیم نعمت کو فراموش کرکے دین و دنیا کے اقتدار سے ہاتھ دھویا مگر یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے ذریعہ پھر ایک دفعہ دُنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے سامان کر دیئے۔ آپ نے خلافت کی بے شمار برکات کو واضح فرماتے ہوئے بہنوں سے گزارش کی کہ اپنی اولاد کو خلافت سے وابستہ رکھیں اور خلیفۂ وقت کے ہر حکم کی تعمیل کرنا اپنا اوّلین فرض سمجھیں۔

عورتوں کی ذمہ داریوں کو بیان کرتے ہوئے آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے اس خطاب کی روشنی میں جو کہ حضور نے پچاس سالہ جشن کے موقعہ پر فرمایا تھا تین امور کو بہنوں کے سامنے رکھا۔ اوّل دعاؤں پر زور دینا۔ دوم اپنے معاشرہ کو حسین اور حسین تر بنانے کے لئے پردہ کرنا اور سوم سُست لجنات کو تیز کرنا اور اس کی تنظیم کو مضبوط کرنا۔

ان امور کی وضاحت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریکات کی روشنی میں تعلیم القرآن اور تربیت اولاد کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتے ہوئے آخر میں آپ نے بڑے ہی موثر انداز میں یہ بیان فرمایا کہ ہم مستورات بھی صحابیات کی طرح خدا اور اس کے رسولؐ سے یہ کہیں کہ جس طرح مرد تیرے آگے اور پیچھے لڑیں گے اسی طرح ہم بھی تیرے آگے اور پیچھے لڑیں گی اور اس وقت تک چین نہ لیں گی جب تک کہ دُنیا اسلام کے جھنڈے تلے جمع نہ ہو جائے۔

آپ نے بہنوں کو توجہ دلائی کہ حضور کے ارشادات کو مدنظر رکھتے ہوئے لجنہ کی ایک سرگرم رکن بن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۂ وقت کے ہر حکم کی تعمیل کرنے والیاں بنیں۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعدہٗ عزیزہ طلیبہ صدیقہ نے انگریزی میں تقریر کی۔ تقریر کا عنوان تھا Why I believe in Ahmadiyyat۔ اس کے بعد محترمہ شاہینہ پروین صاحبہ صدر لجنہ راٹھ نے "امن عالم میں اسلامی تعلیمات" کے عنوان پر تقریر کی اور قرآن مجید سے ثابت کیا کہ اسلام کی تعلیم کو اختیار کر کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنا کر ہی دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد عزیزہ رفعت سلطانہ نے نظم پڑھی۔ بعدہٗ محترمہ کبریٰ بیگم صاحبہ آف حیدرآباد نے "حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں اور آپ کی صداقت کا بیّن ثبوت" کے عنوان پر تقریر کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو بیان کر کے بتایا کہ کس طرح یہ پیشگوئیاں اپنے وقت پر پوری ہوئیں اور آپ کی صداقت کا بیّن ثبوت بنیں۔

ازاں بعد عزیزہ عقیلہ عفت نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان پر تقریر کی اور اس ضمن میں متعدد ایمان افروز واقعات سنائے۔

آخری تقریر میں محترمہ شکیلہ اختر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پٹنہ نے "تحریک جدید اور ہمارے فرائض" کے عنوان پر کی۔ آپ نے بتایا کہ یہ ایک روحانی تحریک ہے۔ یہ تحریک ۱۹۳۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی۔ تمام جماعت نے قربانیاں پیش کیں۔ آپ نے اس تحریک کے مقصد کو بیان کیا اور اس کے متعلق احمدی مستورات کے فرائض احسن رنگ میں بیان کئے۔

دوسرا اجلاس

مستورات کے جلسہ کے دوسرے اجلاس کی کارروائی نماز ظہر و عصر ادا کرنے کے بعد ٹھیک ۲½ بجے زیر صدارت محترمہ رشیدہ سعید صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ امریکہ، عزیزہ نزہت طلیبہ کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ پہلے نظم محترمہ مریم سلطانہ صاحبہ نے ع

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے

ترنّم سے پڑھی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر عزیزہ مبارکہ شاہین نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات طبقہ نسواں پر" کے عنوان سے پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات عورتوں پر بحیثیت بیٹی، بیوی اور ماں کے بیان کئے۔

دوسری تقریر محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نے "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کے عنوان پر کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل زمانے کی حالت اور زمانہ کی ضرورت کو بیان کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت احسن رنگ میں بیان کئے۔

تیسری تقریر صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ نے "تحریک تعلیم القرآن اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر کی اور بتایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک تعلیم القرآن ۱۹۶۶ء میں جاری فرمائی تھی۔ حضور کے اقتباسات پیش کر کے بہنوں کی ذمہ داریاں بیان کیں۔

بعد ازاں محترمہ صاحبزادی امۃ الکریم کوکب صاحبہ نے خواتین کی خواہش پر منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ع

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے

نہایت ترنم سے پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ عزیزہ فریدہ بیگم آف مدراس نے "خلافت کی برکات" کے عنوان پر تقریر کی اور خلافت کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے خلافت کی برکات بیان کیں۔

اس کے بعد محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل کے حالات بیان کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کو جامع رنگ میں بیان فرمایا۔ اور ان تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے احمدی مستورات پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کو بیان فرمایا۔

آپ کے بعد محترمہ فرحت الدین صاحبہ آف سکندرآباد نے "تربیتِ اولاد" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ مستقبل کو روشن بنانا ہماری اولادوں کا فرض ہے۔ جب تک ہم اپنی اولادوں کی اعلیٰ تربیت نہیں کرتے اس وقت تک ہمارا مستقبل روشن کیسے ہوگا۔ تربیتِ اولاد کے متعلق بہت سی احادیث بیان کیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقاریر کے چند اقتباسات پیش کئے۔

بعدہٗ ناصرہ ندیم صاحبہ آف لندن نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے متعلق چند اشعار سنائے جس سے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کی غرض و غایت بیان کرنا مقصود تھا۔ ان کے بعد عزیزہ نیاز سلطانہ نے انگریزی میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے متعلق تقریر کی۔

اس کے بعد محترمہ اعظم النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدرآباد و سکندرآباد نے "احمدیت کا بلند مقام" کے عنوان پر تقریر کی اور بتایا کہ مذاہبِ عالم میں اسلام کا مقام بلند و بالا ہے اور اب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کر کے اسلام کی شان کو دوبارہ احمدیت کے ذریعہ دنیا پر ظاہر فرمایا ہے اور دنیا احمدیت کے ذریعہ حقیقی اسلام کا چہرہ دیکھ رہی ہے۔

اس اجلاس کی آخری تقریر "حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم تحریکات" کے عنوان پر محترمہ امۃ الرفیق صاحبہ نے کی اور بتایا کہ حضور نے اپنے دورِ خلافت کے چند سالوں میں کئی بابرکت تحریکات فرمائی ہیں۔ آپ کی پندرہ تحریکات پر روشنی ڈالتے ہوئے صد سالہ جوبلی کی تحریک کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور ان تحریکات کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چند اقتباسات پیش کئے۔

آخر میں محترمہ رشیدہ سعید صاحبہ آف امریکہ نے صدارتی تقریر فرمائی۔ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم تمام بہنیں امریکہ کے مختلف مقامات سے اپنے روحانی مرکز قادیان پہنچیں تا کہ اس روحانی اجتماع سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اور اس کے لئے ہم اپنے رب کا شکریہ ادا کرتی ہیں نیز فرمایا ہماری لجنہ کی کل بائیس شاخیں ہیں جو ملک امریکہ کے مختلف شہروں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس سال امریکہ کے مغربی کناروں پر دو نئی لجنات کا قیام عمل میں آیا۔

گرمیوں کی چھٹیوں میں ہم لوگ باقاعدگی سے تربیتی پروگرام مناتے ہیں جس میں قرآن اور دعائیں وغیرہ سیکھتے ہیں۔ ہماری ایک لائبریری قائم ہے۔ ہم نمائش بھی لگاتی ہیں۔ دورانِ سال بہتر کام کرنے پر سندِ خوشنودی اور انعامات وغیرہ تقسیم کئے جاتے ہیں۔ لجنہ اماء اللہ کے زیرِ اہتمام ایک رسالہ "عائشہ" بھی شائع ہوتا ہے۔

آخر میں محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے محترمہ رشیدہ سعید صاحبہ کا صدرِ جلسہ کے فرائض ادا کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ اور اسی طرح دارالمسیح، قیام گاہ، جلسہ گاہ، نمائش اور نمازوں کے اوقات میں جن بہنوں نے ڈیوٹیاں دیں سب کا شکریہ ادا فرمایا اور لمبی اجتماعی دعا کے بعد اجتماع کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سال بھارت کے مختلف مقامات سے آنے والے مہمانوں کی تعداد گزشتہ سال کی نسبت زیادہ تھی مستورات کی حاضری بھی پچھلے سال کی نسبت زیادہ رہی۔ جلسہ کے دوران کل تعداد حاضری تقریباً ۸۲۵ تھی۔ خدا تعالیٰ آئندہ سال اس سے بھی زیادہ ترقی عطا فرمائے آمین۔

جلسہ میں غیر مسلم خواتین کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ گرلز اسکول اور ہائی سکول کے اسٹاف اور طالبات کو مدعو کیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی اور دوسری غیر مسلم خواتین نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور جلسہ کی کارروائی کو بہت غور سے سنا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا کرے۔ آمین

میٹنگ عہدیداران

۱۹؍دسمبر ۱۹۶۸ء کو ہی محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے اعلان کے مطابق رات کے ساڑھے سات بجے عہدیداران کی جلسہ گاہ مستورات میں ایک میٹنگ منعقد کی گئی جس میں لجنات بھارت سے آئی ہوئی نمائندگان نے شرکت فرمائی۔ اس میٹنگ میں قادیان، حیدرآباد، سکندرآباد، کلکتہ، یادگیر، پٹنہ، بھدرک، شموگہ، بھدرواہ، بیج بہاڑہ، اسلام آباد، کانپور، پینگاڈی، کوڈالی، کالی کٹ، کیرنگ، دہلی، مدراس، جرچڑ، شاہجہانپور، برلیشہ، کینانور، کرڈاپلی، سونگڑھ کی کل ۲۳ عہدیداران نے شرکت کی۔ تمام لجنات کو رپورٹ فارم لجنہ و ناصرات، اسنادات، رسید بکس اور دینی کتب وغیرہ دی گئیں اور لجنات کو ترقی دینے کے لئے غور کیا گیا۔ اور احسن رنگ میں کام کرنے کی توجہ دلاتے ہوئے محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ نے ہدایات فرمائیں۔

صنعتی نمائش

اس سال بھی گزشتہ سال کی طرح لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے جلسہ گاہ مستورات کے قریب ہی ایک کمرہ میں صنعتی نمائش لگائی گئی جس میں مقامی لجنہ قادیان کے علاوہ بھارت کی دوسری لجنات کی اشیاء رکھی گئیں، جنہیں بیرونی لجنات کی ممبرات نے بہت پسند کیا۔ نمائش جلسہ سے پہلے، جلسہ کے بعد اور ہاف ٹائم میں کھلی رہی۔ کثیر تعداد میں بہنوں نے اشیاء خرید کر ہماری بہنوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس طرح ہماری یہ صنعتی نمائش خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہی۔

(بدر قادیان)

درخواست دعا

مکرم عبید السلام صاحب ابن مکرم ماسٹر محمد حنیف صاحب جلسہ سالانہ کے ایام سے اپنڈکس کے مرض میں مبتلا ہیں۔ ان کا مرض پیچیدہ شکل اختیار کر گیا ہے احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

(فضل احمد شاہد کلاس جامعہ احمدیہ۔ ربوہ)

حالات کے اُفق پر غلبۂ اسلام کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں لیکن اس کے لئے ہمیں بہرحال قربانیاں دینی ہوں گی

یہ کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ ہم اپنی اولادوں کی دینی تعلیم و تربیت کا انتظام نہ کریں!!

پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۱۹۷۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

برادران جماعت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

قادیان کی مقدس بستی میں آپ پھر ایک مرتبہ جمع ہوئے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے مل کر تعارف حاصل کر سکیں اور محبت و اخوت کے بندھنوں کو اور زیادہ مضبوط کر سکیں۔ یہ جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اذنِ الٰہی سے جاری فرمایا اور اس میں شریک ہونے کی نہ صرف تاکید کی بلکہ یہ للّٰہی سفر اختیار کرنے والوں کیلئے بہت دعائیں فرمائیں۔ پس یہ ایام بڑے بابرکت ہیں ان سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ جہاں تک ممکن ہو اپنا وقت ذکر الٰہی میں گزاریں اور دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم ہو اور اس کے پاک کلام قرآن مجید اور مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت دلوں میں قائم ہو۔ دکھی انسانیت اسلام کے پرامن حصار میں داخل ہو کر سکھ کا سانس لے اور سب بنی نوع انسان یک زبان ہو کر اپنے خالق و مالک کی حمد کے ترانے گانے لگیں۔

آج سے نوے برس قبل قادیان ایک گوشہ تھا اور دنیا کی نظروں سے مستور۔ پھر وہ زمانہ بھی کلیۃً تاریکی میں ہر طرف فسق و فجور اور معصیت کا دور تھا۔ ایسے وقت میں الٰہی بشارتوں کے مطابق اسی گمنام بستی میں موعودِ کل ادیان کا ظہور ہوا۔ اس نے توحید کی صدا بلند کی اور اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ سب قوموں کو ملتِ واحدہ بنا دے اور اسلام کی پرامن تعلیم کے ذریعہ سب تفرقوں کا خاتمہ کر دے۔ بظاہر وہ ایک کمزور انسان کی آواز تھی۔ لیکن آسمان پر یہ مقدر تھا کہ اس کی قبولیت دنیا میں پھیلائی جائے۔ سو مستور دلوں پر فرشتوں کا نزول ہوا اور وہ آواز سمندروں اور پہاڑوں کو چیرتی ہوئی دنیا کے کناروں تک پھیل گئی۔ نوے برس قبل جو شخص یکہ و تنہا اور بے یار و مددگار نظر آتا تھا آج ایک کروڑ انسانوں کے دلوں میں اس کی محبت رچی ہوئی ہے اور وہ اس کی ہدایتوں پر عمل کرتے ہوئے اپنی جان و مال کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جب سے زمین و آسمان بنے ہیں ایسی تائید و نصرت الٰہیہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہوئی کسی جعل ساز اور فریبی کو نصیب نہیں ہوئی۔ اس میں ہر اس شخص کے لئے جو اپنے رب کا پیار حاصل کرنا چاہتا ہے ہدایت کا بہت کچھ سامان موجود ہے۔

اس وقت میں آپ کی توجہ دو تین امور کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ قرآن کریم کی آیت لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات، بزرگان امت کے کشوف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی زندگی کی دوسری صدی (جو اب صرف گیارہ سال بعد شروع ہونے والی ہے) ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا بھر میں غلبہ اسلام کی صدی ہوگی۔ اس صدی کا استقبال کرنے کے لئے ہماری جماعت پر چند ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جنہیں کسی حد تک پورا کرنے کے لئے میں نے صد سالہ جوبلی کے منصوبے کا اعلان کیا تھا۔ اور بتایا تھا کہ اس کے ذریعہ ہم نے ہر ملک میں مساجد اور مشن ہاؤس قائم کرنے اور قرآن مجید کے تراجم کو دنیا بھر میں پھیلانا ہے۔ ہر ملک کی سعید روحیں ہم سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ ہم ان کے سامنے اسلام کی حسین تعلیم کو پیش کریں اور تراجم قرآن کریم ان کے لئے مہیا کریں۔ جب ہم علیٰ وجہ البصیرت اس ایمان پر قائم ہیں کہ ہمیں خدا نے غلبۂ اسلام کے لئے پیدا کیا ہے تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی طاقت کے مطابق اس بارے میں ہر ممکن کوشش کریں۔ اور قربانی کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں ضرورت کے لحاظ سے ہماری کوشش میں جو کمی رہ جائے گی وہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود پوری کرے گا۔

یہ بھی یاد رہے کہ غلبہ اسلام کی مہم کو چلانا کسی ایک نسل کا کام نہیں۔ اس کے لئے ہمیں نسلاً بعد نسل قربانی دینی ہوگی اور یہ کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ ہم اس کے لئے پوری توجہ سے اپنی اولادوں کی دینی تعلیم و تربیت کا انتظام نہ کریں۔ ہمیں خود بھی قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنا اور اس کے مطالب و معارف سے آگاہی حاصل کرنی چاہئے اور اپنے اہل و عیال میں بھی اس کا ذوق پیدا کرنا چاہئے۔ روزانہ تلاوت با ترجمہ کی جائے۔ اور گھروں میں درس کا سلسلہ جاری کیا جائے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب وہ روحانی خزانے ہیں جن میں قیامت تک کی ضرورتوں کی تفصیلی یا اجمالی تفسیر موجود ہے۔ جن سے ہمیں نور فراست اور ہماری عقلوں کو جلا ملتی ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ احباب ان روحانی خزائن کو پڑھتے رہا کریں۔ اس طرف دوستوں کی اتنی توجہ نہیں جتنی ہونی چاہئے۔ جس قدر ہم ان کتب کا مطالعہ کریں گے۔ اسی قدر ہماری معرفت اور روحانیت ترقی کرے گی۔

یہ یاد رہے کہ جب ہم غلبۂ اسلام کی بات کرتے ہیں تو اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے لئے ہمیں کسی جنگ و جدل اور توپ و تفنگ کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم مسلمانوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ یعنی خدا نے اس لئے منتخب کیا ہے کہ تم ساری دنیا کی بھلائی اور فائدے کے لئے پیار و محبت سے کوشاں رہو اور سب کے لئے اپنے دل میں خیر خواہی کے جذبات رکھو اور انہیں نیک باتوں کی تلقین کرو اور برائیوں سے روکو۔ پس جماعت احمدیہ کی جو اس زمانہ میں حقیقی اسلام کا عملی نمونہ پیش کر رہی ہے ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ کسی سے دشمنی نہیں رکھتی بلکہ ہر ایک کی ہمدرد اور خیر خواہ ہے۔ وہ اس یقین پر قائم ہے کہ محبت و پیار سے لوگوں کے دل جیتے جا سکتے ہیں اور جیتے جا رہے ہیں۔ پیار و محبت میں وہ طاقت ہے جو توپ و تفنگ میں ہرگز نہیں ہماری جماعت کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ہم امن پسند لوگ ہیں۔ کبھی قانون شکنی نہیں کرتے۔ کسی رنگ میں بھی فساد میں حصہ نہیں لیتے۔ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ پر پوری طرح کاربند رہتے ہیں یعنی جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھتے ہیں وہاں حکومت وقت سے تعاون اور اس کے قوانین کی پابندی بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔

پس اے عزیزو! اس امر کو یاد رکھو کہ ہمارے خدا کو عاجزانہ راہیں پسند ہیں۔ ہمارے دلوں میں کبھی تکبر اور فخر کے جذبات پیدا نہ ہوں۔ ہمیں اپنی عملی زندگی میں اسلام کی تعلیم کا نمونہ بننا اور فساد کی راہوں سے بچتے ہوئے مخلوقِ خدا کی بھلائی اور بہبود میں دل و جان سے کوشاں رہنا چاہئے۔ ہماری روحانی آنکھیں حالات کے افق پر غلبۂ اسلام کے آثار دیکھ رہی ہیں۔ لیکن اس کے لئے ہمیں بہرحال قربانیاں دینی ہوں گی۔ اپنے اموال اور اوقات کو قربان کرنا ہوگا۔ اور عاجزانہ اور متضرعانہ دعائیں کرنا ہوں گی۔ صرف اسی طریق سے دنیا خدائے واحد کو اور اپنے محسنِ اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر اسلام کے جھنڈے تلے امت واحدہ بن سکتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کو سمجھنے، یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

والسلام

مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث
۲۸-۱۲-۷۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۲